ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.9. No.1.2026

الوان التفسیر الموضوعی: انتقادی مطالعہ

The Types of Thematic Exegesis: A Critical Study

1) محمد ساجد سلیم[1]

2) ڈاکٹر ہمایوں عباس[2]

Abstract:
The infinite intellectual depth of the Holy Qur'an and its capacity to address contemporary human issues in every era have led exegetes to adopt diverse exegetical methodologies. Parallel to traditional chronological exegesis, thematic exegesis (Tafsir al-Mawdu'i) emerged as a systematically structured discipline in the twentieth century to counter ideological challenges and present Islam as a cohesive system of life.This research paper presents a rigorous methodological and critical study of the various genres of thematic exegesis(Alwan al-Tafsir al-Mawdu'i). While thematic exegesis is conventionally confined to the mere collection of verses under a single topic from across the Qur'an, this paper challenges that traditional perception. It demonstrates that the scope of thematic exegesis also encompasses the semantic study of Qur'an-specific vocabulary (Al-Wujuh wa al-Naza'ir), the axial study of individual chapters (thematic unity of Surahs), and the structural analysis of Qur'anic particles and tools.By critically reviewing the technical classifications of these genres, this study highlights their scholarly overlaps and argues that these categories do not function in isolated compartments; rather, they are deeply interconnected within a dynamic system of Qur'anic comprehension.

Keywords: *Alwan al-Tafsir al-Mawdu'i, Critical Study, Chronological Exegesis.*

تعارف:

قرآنِ کریم رُشد و ہدایت کا وہ ابدی سرچشمہ ہے جس کے عجائب کبھی ختم نہیں ہوتے اور جس کی آیات ہر دور کے انسان سے ہم کلام ہوتی ہیں۔ تفسیری روایت کے آغاز سے ہی مفسرین نے فہمِ قرآن کے لیے مختلف مناہج اختیار کیے۔ ابتدائی ادوار میں "تفسیر ترتیبی" کا غلبہ رہا، جو تفہیمِ قرآن کا ایک بنیادی اور مستند ذریعہ ہے۔ تاہم، بدلتے ہوئے تقاضوں، فکری و نظریاتی چیلنجز اور انسانی علوم کے ارتقاء نے ایک ایسے منہج کی ضرورت کو ابھارا جو کسی ایک موضوع پر پورے قرآن کی ہدایات کو یکجا کر کے پیش کر سکے۔ اسی ضرورت کے تحت **"تفسیر موضوعی"** کا منہج نمایاں طور پر سامنے آیا۔ تفسیر موضوعی سے مراد قرآنِ مجید کے کسی ایک منتخب موضوع سے متعلق تمام آیات کو پورے قرآن سے جمع کرنا اور پھر ان کا گہرا تحقیقی مطالعہ کر کے قرآن کا مجموعی نقطہ نظر واضح کرنا ہے۔ آغاز سے لے کر تا حال، اس علم کے دائرہ کار اور اسلوب میں مسلسل تنوع آتا رہا ہے۔

محققین نے ابتدائی ادوار سے لے کر عصرِ حاضر تک تفسیر موضوعی کے تصور، طریقہ کار اور اس کے دائرہ عمل کو مختلف زاویوں سے دیکھا ہے۔ بعض نے اسے آیاتِ قرآنی کو ان کے ترتیبی یا مصحفی تسلسل کے بجائے کسی مخصوص موضوع کے تحت جمع کرنے کا نام دیا، تو بعض نے اسے متفرق آیات سے کسی ایک عقیدے، حکم یا تصور کی تشکیل کا جامع طریقہ قرار دیا۔ کسی نے اسے "تفسیر القرآن بالقران" کے دائرے میں محدود رکھا تو کسی نے اسے مصادرِ دیگر سے استفادے کی گنجائش عطا کی۔ انہی تصوراتی اختلافات و تنوعات نے تفسیر موضوعی کو ایک جامع اور متحرک علمی ورثہ عطا کیا ہے، جو نہ صرف ایک مخصوص قسم یا شکل میں محدود رہی بلکہ مختلف ادوار میں اس کے الوان و انواع میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ زیرِ نظر مقالہ میں تفسیر موضوعی کے انہی مختلف الوان کا انتقادی

---

[1] ۔پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد، پاکستان۔

PhD. Scholar, Department of Islamic Studies, Government College University, Faisalabad, Pakistan

[2] .ڈین فیکلٹی آف اسلامک اینڈ اورینٹل لرننگ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد، پاکستان۔

Dean, Faculty of Islamic and Oriental Learning, Government College University, Faisalabad, Pakistan

مطالعہ پیش کیا جائے گا تا کہ واضح ہو سکے کہ یہ منہج تفسیر کن شکلوں میں سامنے آیا اور محققین کے ہاں اس کے میدانِ عمل کی کیا حدود متعین کی گئی ہیں۔ محققین کے ہاں اس کے تصور اور میدانِ عمل کے تعین میں درج ذیل مختلف نقطہ ہائے نظر پائے جاتے ہیں:

(1) تفسیر موضوعی پر کام کرنے والے محققین کی ایک جماعت احمد سید الکومی، عبدالحی فرماوی، جعفر سبحانی، ناصر مکارم شیرازی وغیرہ خصوصا فن تفسیر کے ابتدائی مراحل میں تفسیر موضوعی کی صرف ایک ہی قسم تسلیم کرتی ہے۔ جسے "دراسۃ الموضوع فی القران" (قرآنی موضوع کا مطالعہ) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ان کے نزدیک کسی خاص موضوع سے متعلق تمام آیات یکجا کر کے ان سے استنباطِ احکام و معارف ہی تفسیر موضوعی کہلاتا ہے۔ نیز دراسۃ الموضوع فی القران، یا وحدۃ الموضوعیۃ فی القران کو ہی تفسیر موضوعی تسلیم کرنے والے محققین کے پیش نظر درج ذیل نکات ہوتے ہیں:

۱- **مطالعہ قرآن میں ہمہ گیریت:** اس طریقے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم نے ایک ہی موضوع یا بات کو مختلف سیاق وسباق میں کس طرح سے بیان کیا گیا ہے۔

۲- **جدید مسائل کے قرآنی حل:** عصرِ حاضر میں انسان کو درپیش جدید مسائل (مثلاً معیشت، یا ماحولیات) پر قرآنی موقف اور حل جاننے کے لیے یہی طریقہ سب سے زیادہ مؤثر ثابت ہوتا ہے۔

۳- **قرآنی اجمال کی تفصیل:** بعض اوقات قرآن کریم کی کسی آیت میں اجمال ہوتا ہے یا موضوع کی تعین نہیں ہوتی، تفسیر موضوعی کے ذریعے، آیت میں اجمال اس موضوعی مطالعے سے دور ہو جاتا ہے کیونکہ قرآن کریم کی اگر کسی ایک میں اجمال ہے تو دوسری آیت کی اس کی تشریح و توضیح کر دیتی ہے۔

(2) بعض علماء نے تفسیر موضوعی کی دو بڑی اقسام بیان کی ہیں:

(۱) کسی قرآنی موضوع کا مطالعہ (۲) کسی مخصوص سورت کا موضوعاتی مطالعہ

اس نقطہ نظر کے حاملین میں ڈاکٹر مصطفیٰ مسلم، ڈاکٹر احمد رحمانی، عبدالرحمن رشوانی جیسے محققین کا استدلال ہے کہ جس طرح ایک موضوع قرآنِ کریم کی مختلف آیات میں موجود ہوتا ہے، ایسے ہی ایک سورت کے مضامین بھی ایک مرکزی خیال کے گرد گھومتے ہیں یوں سورت کی تفسیر بھی موضوعاتی ہو جاتی ہے۔

(3) تفسیر موضوعی کی ایک قسم اصطلاحات اور مفرداتِ قرآن کے موضوعاتی مطالعہ پر مشتمل ہے۔ تفسیر ترتیبی میں کسی سورت کا اول تا آخر مطالعہ کر کے تفسیر کی جاتی ہے۔ لیکن تفسیر موضوعی کی اس خاص قسم میں طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ پورے قرآن میں سے کسی ایک مرکزی لفظ کا انتخاب کر کے اس کے متفرق قرآنی استعمالات کو واضح کیا جاتا ہے۔ مثلا جیسے لفظ تقویٰ کی موضوعی کی تفسیر کرنا مقصود ہو تو مفسر یہ نہیں دیکھے گا کہ فلاں سورہ میں اس کا کیا مطلب ہے بلکہ پورے قرآن کریم میں جہاں جہاں لفظ تقویٰ اور اس کے مشتقات کا ذکر ہے تو مفسر ان تمام آیات کو جمع کر کے دیکھے گا کہ قرآن کریم میں یہ لفظ کن کن سیاق وسباق میں کون کونسے معانی کے لئے مستعمل ہوا ہے، اس طرح سے اس لفظ یا اصطلاح تقویٰ کے متعلق ایک جامع قرآنی تصور سامنے آتا ہے۔ اور یہ طریقہ کار عام کتب لغت و معاجم میں زیادہ وسعت کے ساتھ نہیں آتا۔

یوں اس نقطہ نظر کے حاملین کے نزدیک کسی بھی لفظ جیسے الصلوٰۃ، الربا، التقویٰ کے قرآنی استعمالات اور مفردات کا جائزہ لینا بھی تفسیر موضوعی کی ایک مستقل قسم ہے۔ کیونکہ اس سے قرآن کے نظامِ فکر کی تشکیل ہوتی ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کے الفاظ کوئی بکھرے ہوئے موتی نہیں ہیں، بلکہ وہ باہم مربوط اور ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ جب ہم قرآنی اصطلاحات "جیسے ایمان، کفر، عدل، ظلم، صلاۃ، اور زکوٰۃ" وغیرہ کا گہرائی سے مطالعہ کرتے ہیں، تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں ان الفاظ و اصطلاحات کا اپنا ایک قرآنی نظام فکر ہے۔

(4) عصر حاضر کے محققین نے تفسیر موضوعی کی مذکورہ تینوں اقسام میں اضافہ کرتے ہوئے نہ صرف سورت کے مرکزی موضوع بلکہ اس میں موجود ادوات و وسائل، مثلا قصص، امثال، تشبیہات کے موضوعاتی مطالعہ اور قرآنی موضوعات جیسے توحید و رسالت، معاد و حشر کی مزید تفصیلات بھی اقسام میں شامل کی ہیں۔

اس نقطہ نظر کے حامل محققین (ڈاکٹر صلاح عبد الفتاح خالدی، شیخ محمد باقر وغیرہ) کے نزدیک قرآن کریم محض احکامات کا مجموعہ نہیں، بلکہ اس کے بیان کا اسلوب بھی اس کے معانی کی تفہیم و تکمیل کا سبب بنتا ہے۔ اس سلسلہ میں قصص القران، امثال القران، تشبیہات القران جیسے موضوعات پر لکھی گئی تصنیفات میں قصص و امثال و تشبیہات کا فقط موضوعاتی مطالعہ مقصود نہیں ہوتا بلکہ ان کے مقاصد، ادبی اسالیب سے نئے موضوعات کا اخذ و استنباط اور باہمی

ربط کو واضح کر کے ان کے متعلق قرآنی نقطہ نظر واضح کیا جاتا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عصر حاضر میں تفسیر موضوعی صرف تصورات تک محدود نہیں بلکہ یہ کلام اللہ کے جمالیاتی اور ادبی اسالیب کو بھی محیط ہے۔

تفسیر موضوعی کے الوان و اقسام میں تنوع اس بات کو واضح کرتا ہے کہ تفسیر موضوعی کی کوئی ایک جامد تعریف یا تقسیم نہیں ہے۔ یہ ایک ارتقاءپزیر علم ہے جو عصر حاضر کے تقاضوں اور نئی تحقیقات سے مزید ارتقائی مراحل طے کر رہا ہے۔ البتہ اس کے موجودہ الوان و اقسام کی تفہیم کے لئے اس کو درج ذیل جہات میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

الوان التفسیر الموضوعی:

تفسیر موضوعی، اگرچہ علم تفسیر کی ایک قدیم عملی صورت ہے، لیکن اسے اصطلاحی حیثیت اور باقاعدہ فن کی صورت بیسویں صدی عیسوی میں ملی۔ تفسیرِ موضوعی کے مقاصد، منہج، دائرہ کار اور اسالیب کو متعین کرنے کے لیے اہل علم نے اس کی مختلف تقسیمات بیان کی ہیں۔ اگرچہ ان تقسیمات کے عنوانات (الوان، اقسام یا اہداف) میں تنوع موجود ہے، تاہم فنی و تحقیقی اعتبار سے انہیں درج ذیل متعدد جہات سے بیان کیا جاسکتا ہے۔

(۱) بہ اعتبارِ ماخذِ موضوع (۲) بہ اعتبارِ عموم و خصوص (۳) بہ اعتبارِ نوعیتِ موضوع

بہ اعتبارِ ماخذِ موضوع:

تفسیر موضوعی کی ایک قسم ماخذِ موضوع کے اعتبار سے ہے کہ تفسیر موضوعی میں محققہ موضوع قرآنِ کریم سے اخذ کیا گیا ہے یا خارج از قرآن انسانی زندگی میں سے کسی موضوع کو منتخب کر کے اس کے متعلق قرآنی نقطہ نظر معلوم کیا جائے۔ (1) اول الذکر صورت میں قرآنِ کریم کی سورتوں یا آیات سے موضوع کا انتخاب کر کے اس کے متعلق تمام آیات کو جمع کر کے اس کی ایک جامع تفسیر کی جاتی ہے۔ یا کسی سورت کو عنوان دے کر کے اس میں موضوع کی تمام آیات کا عمیق مطالعہ کر کے باہمی ربط و تناسب قائم کر کے تفسیر موضوعی کی جاتی ہے۔ دوسری صورت جس میں موضوع خارج از قرآن ہوتا ہے۔ اس میں پہلی صورت کی بنسبت زیادہ وسعت ہے کہ اس میں موضوع کوئی بھی ہو سکتا ہے کہ جس کا تعلق انسانی زندگی کے کسی بھی پہلو مثلا معاش، معیشت، معاشرت، تجارت وغیرہ سے ہو۔ محقق اس موضوع کے متعلق قرآن کریم کی سورتوں اور آیات کا عمیق مطالعہ کر کے اس کے متعلق قرآنی نظریہ معلوم کرتا ہے۔

بہ اعتبارِ عموم و خصوص:

عموم و خصوص کے اعتبار سے تفسیر موضوعی کی دو قسمیں ہیں:

(۱) تفسیر موضوعی عام (۲) تفسیر موضوعی خاص

تفسیر موضوعی عام اور تفسیر موضوعی خاص کے درمیان بنیادی فرق قرآنِ کریم میں موضوع کے مصادیق کے درمیان پائی جانے والی وحدت کی نوعیت ہے۔ تفسیر موضوعی عام سے مراد وہ ہے جس کے افراد کے درمیان پائی جانے والی وحدت کی نوعیت عمومی ہوتی ہے۔ اس کی مثال آیاتِ احکام کی تفاسیر ہیں کہ ان میں موضوعات اور مسائل تو متنوع ہوتے ہیں، جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، طہارت وغیرہ کے مسائل الگ الگ ہیں لیکن ان سب میں ایک قدر مشترک وحدت کی نوعیت یہ ہے کہ سب شرعی احکام ہیں۔

خاص تفسیر موضوعی سے مراد وہ ہے جس کے افراد کے درمیان ایک خاص وحدت پائی جائے۔ اور جس میں کسی خاص نقطہ، شخصیت، مخصوص گروہ یا کسی خاص صفت کو لے کر اس کی تفسیر کی جائے۔ اس میں وحدتِ موضوع کی نوعیت گہری اور خاص ہوتی ہے، گویا تمام آیات ایک ہی موضوع کے مختلف اجزاء یا ایک ہی تصور کے مختلف اجزاء محسوس ہوتے ہیں۔ اس قسم کی امثلہ میں جیسے "الیھود فی القران" ہے۔ جب قرآن کریم سے یہودیوں کے متعلق نازل کردہ آیات و احکام کا مطالعہ کریں گے تو یہاں وحدت کی نوعیت خاص ہے، صرف مخصوص قوم یہود مراد ہے۔

ایسے ہی "الصبر فی القران" کے تحت صبر کے متعلق ان تمام آیات کی تفاسیر کی جائے جن میں صبر کرنے کا حکم، جزاء، فوائد وغیرہ بیان کئے گئے ہوں تو یہاں بھی وحدت کی نوعیت خاص ہے اور وہ صفت انسانی صبر ہے۔

---

(1) معرفت، الشیخ محمد ہادی، التفسیر والمفسرون فی ثوبہ القشیب، الجامعۃ الرضویہ للعلوم الاسلامیۃ، ایران - مشہد، ۱۴۲۶ھ، ج ۲، ص ۱۰۴۲

تفسیر موضوعی عام اور خاص کو یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ تفسیر موضوعی عام میں دائرہ کار وسیع اور ہمہ گیر ہوتا ہے اور ذیلی موضوعات کے درمیان بلاواسطہ یا دُور کا تعلق ہوتا ہے۔ جیسے "الاخلاق فی القرآن" کی تفسیر موضوعی میں ذیلی موضوعات جیسے عدل، صدق، سخاوت، عفو وغیرہ صفات بھی شامل ہیں۔ جبکہ تفسیر موضوعی خاص میں موضوع محدود و مخصوص ہوتا ہے اور باہمی تعلق براہِ راست ہوتا ہے، جیسے "قرآن میں عدل کا تصور" میں ایک خاص صفت عدل کو موضوع بنا گیا گیا ہے۔

بہ اعتبارِ نوعیتِ موضوع:

تفسیر موضوعی کی ایک تیسری قسم جو سب سے اہم ہے اور وہ موضوع کی نوعیت کے لحاظ سے تقسیم ہے۔ تفسیری موضوعی میں محقق کے پیش نظر ہدف کیا ہے ؟ کیا اس کا محققہ موضوع کوئی قرآنی لفظ، اصطلاح ہے یا کسی مکمل سورت کا مقصد و محور ہے۔ یا پھر قرآنی موضوع ہے خواہ وہ ایک ہی سورت میں مذکور ہے یا قرآن کریم کی مختلف سورتوں میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔ تفسیری موضوعی کے ارتقائی دور میں جو اس پر کتب تالیف کی گئی ہیں ان میں تفسیر موضوعی کی بنیادی طور پر نوعیت موضوع کے لحاظ سے درج ذیل تقسیم کاری کی گئی ہے۔

(ا)- قرآنی الفاظ و اصطلاحات:

اس قسم میں موضوع قرآن کریم کا کوئی لفظ یا اصطلاح ہوتی ہے۔ اس میں قرآن کریم میں سے کسی لفظ، یا کلمات کو لے کر اس کے متعلق ان تمام آیات کو جمع کیا جاتا ہے جن میں وہ لفظ اپنے مشتقات کے ساتھی قرآن کریم میں کہیں بھی مذکور ہوا ہے۔ نیز تفسیر کرتے ہوئے اس بات کا احاطہ کیا جاتا ہے کہ یہ الفاظ یا اصطلاحات قرآن کریم میں کن کن معانی و مفاہیم کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم میں بار بار استعمال ہونے والے کثیر الفاظ و کلمات ایسے ہیں جو ایک مستقل اصطلاح کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ جیسے لفظ "الامۃ، الصدقۃ، الجھاد، الکتاب، الذین فی قلوبھم مرض، المنافقون، اھل الکتاب، الربا" تفسیر موضوعی کی اس قسم میں مفرداتِ قرآن پر تحقیق کرنے والے محققین الفاظ کے لغوی استعمالات تک محدود رہتے ہیں۔ معجم المفہرس لالفاظ القرآن، مفردات القرآن، غریب القرآن، الاشباء والنظائر، اصلاح الوجوہ والنظائر فی القرآن الکریم، عمدۃ الحفاظ فی تفسیر اشرف الالفاظ جیسے عنوانات سے لکھی گئی کتب اس قسم کی امثلہ ہیں۔ اس قسم کا عملی نمونہ درج ذیل مثال سے سمجھا جا سکتا ہے۔

عملی نمازج:

لفظ "اَلْخَیر" قرآن کریم میں عمومی طور پر نیکی، خیر، بھلائی کے معنیٰ میں مستعمل ہوتا ہے۔ جیسا کہ سورۃ البقرۃ آیت 269، 184، آل عمران 110، سورۃ النساء آیت 171، 170، 149، 66، 46، 19، سورۃ الانعام آیت 158، سورۃ الانفال آیت 23 اور 70، سورۃ التوبہ آیت 74، النحل 30، الکھف آیت 40، 36 اور 81، سورۃ النور آیت 12، سورۃ الفرقان 10، سورۃ الاحقاف 25، الاحزاب 11، سورہ محمد 21، سورۃ الحجرات 5 اور 11، التغابن 16، التحریم 5، القلم 32، المعارج 41، المزمل 20 اور سورۃ الزلزال آیت 7 میں مذکور ہوا۔ لیکن یہ لفظ اپنے معروف معنیٰ کے علاوہ بھی قرآن کریم میں متعدد معانی کے لئے آیا ہے۔ "اصلاح الوجوہ والنظائر فی القران الکریم" میں علامہ دامغانی نے اس لفظ خیر کے آٹھ قرآنی استعمالات بیان کئے ہیں:

الخیر علی ثمانیۃ أوجہ: المال، الإیمان، الإسلام، أفضل، العافیۃ، الأجر، الطعام، الظفر والغَنِیمۃ. (1)

(لفظ خیر آٹھ معانی کے لئے آتا ہے، مال، اسلام، افضل، عافیت، اجر، طعام، کامیابی اور مال غنیمت)

(ا) خیر بمعنیٰ مال: درج ذیل آیات میں لفظ "خیر" مال کے معنیٰ میں مستعمل ہوا ہے۔

اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَکَ خَیْرًا۔ (2) (جب تم میں سے کسی کو موت آنے لگے اگر اس نے مال چھوڑا ہو۔)

یوں ہی سورۃ البقرۃ آیت 272، 215، سورۃ ص آیت 32، سورۃ النور آیت 33 میں لفظ خیر بمعنیٰ مال استعمال ہوا۔

(۲) خَیْر بمعنیٰ ایمان: سورۃ الانفال کی آیت نمبر 23 وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِیْهِمْ خَیْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ (اور اگر اللہ ان میں ایمان جانتا تو انہیں ضرور سنا دیتا) اور آیت 70، سورہ ھود آیت 31 میں لفظ خیر بمعنیٰ ایمان مذکور رہوا۔

---

(1) دامغانی، حسن بن محمد، اصلاح الوجوہ والنظائر فی القران الکریم، دار العلم للملائین، ۱۹۸۳ء باب الخاء، ص ۱٦۷

(1) البقرۃ: 180

(۳) خَیْر بمعنیٰ اسلام: سورۃ البقرۃ آیت نمبر 123 میں لفظ خیر اسلام کے معنیٰ میں مذکور ہوا ہے۔

مَا یَوَدُّ الَّذِینَ کَفَرُوا مِنْ اَھْلِ الْکِتَابِ وَلَا الْمُشْرِکِینَ اَن یُنَزَّلَ عَلَیْکُم مِّنْ خَیْرٍ مِّن رَّبِّکُمْ (اہل کتاب اور مشرکین میں سے کافر یہ پسند نہیں کرتے کہ تم پر تمہارے رب کی طرف سے اسلام اتارا جائے۔)

سورہ قلم آیت 12 میں لفظ خیر بمعنیٰ اسلام مستعمل ہوا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: مَنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ (اسلام سے روکنے والا)

(۴) خَیْر بمعنیٰ افضل: سورۃ المومنون آیت 118 میں ارشاد فرمایا: وَ قُل رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَ اَنتَ خَیْرُ الرَّاحِمِینَ (اور کہہ دیجیے! اے میرے رب! بخش دے اور رحم فرما اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا)

اسی طرح سورۃ یوسف آیت ۶۴، اور سورۃ الزخرف آیت ۵۲ میں خیر افضل کے معنیٰ میں مذکور ہوا۔

(۵) خَیْر بمعنیٰ عافیت: سورۃ الانعام آیت ۱۷ میں لفظ "خیر" بمعنی عافیت کے استعمال ہوا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِن یَمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہُ اِلَّا ھُوَ وَاِن یَمْسَسْکَ بِخَیْرٍ فَھُوَ عَلَى کُلِّ شَيْءٍ قَدِیرٌ- (اور اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اسے دور کرنے والا نہیں، اور اگر وہ تمہیں عافیت پہنچائے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔)

(۶) خَیْر بمعنیٰ اجر و ثواب: سورۃ الحج آیت ۳۶ میں لفظ خیر بمعنی اجر و ثواب کے مذکور ہوا ہے۔ لَکُمْ فِیھَا خَیْرٌ (تمہارے لیے اس میں ثواب ہے) یعنی تمہارے لیے اس میں اجر ہے۔

(۷) خیر بمعنیٰ طعام، کھانا: سورۃ القصص آیت ۲۴ میں لفظ "خیر" بمعنی طعام مذکور ہوا ہے۔

قَالَ رَبِّ اِنِّي لِمَا اَنزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیرٌ (اس نے کہا: اے میرے رب! جو کچھ بھی تو نے مجھ پر اتارا میں اس (کھانے) کا محتاج ہوں۔)

(۸) خیر بمعنیٰ فتح، کامیابی: سورۃ الاحزاب آیت ۲۵ میں خیر کامیابی کے معنیٰ میں مستعمل ہوا ہے۔

وَرَدَّ اللّٰہُ الَّذِینَ کَفَرُوا بِغَیْظِھِمْ لَمْ یَنَالُوا خَیْرًا (اور اللہ نے ان کافروں کو ان کے غصے کے ساتھ واپس کر دیا، انہوں نے کوئی فتح اور غنیمت حاصل نہیں کی۔)

تفسیر موضوعی کی یہ قسم قرآنی الفاظ و مفردات کی لسانی بنیادوں اور اس کے استعمالات و مدلولات کو تو واضح کرتی ہے۔ لیکن تفسیر موضوعی جس میں موضوع کے متعلقہ لفظ کے لغوی و اصلاحی معانی، سبب نزول، باہمی ربط و تناسب کو بیان کرنے کے ساتھ اس موضوع کے متعلق قرآنی نظریہ کا اخذ و استنباط کرنا اصل مقصود ہوتا ہے، اس کو محیط نہیں ہے۔

(۲)۔ موضوعاتِ قرآن:

نوعیت موضوع کے لحاظ سے تفسیر موضوعی کی دوسری قسم میں پورے قرآن کریم میں سے کسی موضوع کا تعین کر کے اس کے متعلق تمام آیات کو جمع کرنے کے بعد ان کی تفسیر بیان کی جاتی ہے۔ اور ان آیات میں زیر بحث تمام موضوعات کے اجزاء کو اخذ کر کے ان کے مابین باہمی ربط و تناسب قائم کیا جاتا ہے، متعلقہ موضوع کے متعلق قرآن کریم سے ایک جامع نظریہ واضح کرنے کے ساتھ ساتھ اس موضوع سے متعلق پیش آمدہ مسائل کا قرآنی حل پیش کیا جاتا ہے۔ اس کو "الوحدۃ الموضوعیۃ فی القرآن" یا "دراسۃ الموضوعیۃ فی القرآن" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس قسم میں تمام تر انحصار موضوع کے مطابق آیات کے مقاصد و اہداف و افکار کو قرآنی اسالیب میں پیش کرنے پر ہوتا ہے۔ اس لئے ان میں غیر متعلقہ ابحاث سے اجتناب کیا جاتا ہے لہذا اس میں قراءت، وجوہِ اعراب، ایجاز و اطناب اور آیات کے بلاغی پہلوؤں کو زیر بحث نہیں لایا جاتا۔ تفسیر موضوعی کا یہی اسلوب و انداز اہل فن کے ہاں مشہور و متداول ہے۔ جب "التفسیر الموضوعی" کا لفظ بولا جاتا ہے تو عموماً مراد اس سے یہی قسم ہوتی ہے۔

تفسیر کے قدیم و جدید ادوار میں تفسیر موضوعی کی اس قسم پر بہت ساری تصنیفات لکھی گئی ہیں: جیسے

"نظم الدر فی تناسب الآیات والسور" از امام برھان الدین البقاعی

"الوحدۃ الموضوعیۃ فی القرآن" از ڈاکٹر محمد محمود حجازی

"التفسیر الموضوعی للقران الکریم" از شیخ الغزالی

یوں ہی اعجاز القرآن، الناسخ والمنسوخ فی القرآن، احکام القرآن، اور امثال القرآن کے عنوانات سے تصنیف کردہ کتب اس قسم کی امثلہ ہیں۔

تفسیر موضوعی میں بعض اوقات موضوعات براہِ راست قرآن سے اخذ تو نہیں کئے جاتے البتہ وہ معاصر مختلف علوم سے متعلق ہیں۔ مختلف علوم و فنون کے ماہرین و محققین نے ان موضوعات کا تعلق قرآن کریم سے قائم کرنے کی سعی کی ہے اور ان پر تحقیق کرتے ہوئے ان کے متعلقہ قرآنی نقطہ نظر کو آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں معلوم کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان موضوعات کا تعلق انسان کے اردگرد موجود کائنات سے متعلق ہو جیسے زمین، آسمان، سیارے، ستارے، سمندر، دریا، جمادات، نباتات و حیوانات، یا انسان سے متعلق ہوں جیسے اس کی تخلیق، بناوٹ، اس کے جذبات و احساسات، عقل و شعور، اخلاق، بود و باش، یا اس کی معاشرتی زندگی سے متعلق ہوں جو انسان اپنے معاشرے میں گزارتا ہے، خاندانی تعلقات اور قوم و قبیلے میں سماجی تعلقات سے لے کر بین الاقوامی تعلقات، اقتصادی اور سیاسی امور، امن و جنگ کے نظام، دعوت الی اللہ، امم سابقہ کے قصص اور ان کے احوال سے عبر و نصائح حاصل کرنا، اسی طرح ان موضوعات میں وہ بھی آسکتے ہیں جو اُمورِ غیبیہ سے متعلق ہوں، جیسے بعث بعد الموت، حشر و نشر، میزان و صراط، جہنم و احوال جہنم، جنت اور اس کی نعمتوں کی اقسام وغیرہ۔ اور یہ موضوعات کا سلسلہ ختم نہیں ہوتا بلکہ عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق انسان نت نئے علوم و فنون سے جیسے جیسے مزید آگاہ ہوتا جائے گا ویسے ہی ان نئے و پیش آمدہ علوم و فنون کے موضوعات کے متعلق قرآنی نقطہ نظر معلوم کرنے کے لئے تفسیر موضوعی کی صورت میں قرآنی راہنمائی کی ضرورت بڑھتی جائے گی۔

تفسیر موضوعی کی اس تیسری قسم کی نوعیت کے اعتبار سے مزید درج ذیل دو قسمیں بن سکتی ہیں:

۱- تفسیر موضوعی اتحادی: جس میں قرآنی موضوعات میں سے کسی ایک موضوع کے متعلق تمام آیات کو جمع کر کے اس کی اکٹھی تفسیر کی جائے۔ جیسے "التوحید فی القرآن، النبوۃ فی القرآن، القیامۃ فی القرآن، الجنۃ فی القرآن، الکافر فی القرآن"۔ عصر حاضر میں زیادہ تر اسی قسم کو لے کر موضوعاتی تفسیر بیان کی جاتی ہے۔

۲- تفسیر موضوعی ارتباطی: جس میں قرآن کریم کے مختلف موضوعات کا باہمی ربط کے لحاظ سے مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اس میں آیات کا ربط اور سورتوں کے باہمی ربط و مناسبت کو بیان کیا جاتا ہے۔ مثلاً قرآن کریم میں سے ایمان، تقوی اور عمل صالح ان تینوں کے متعلق تمام آیات کو جمع کر کے ان کے درمیان ربط قائم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس لئے اس کو تفسیر موضوعی ارتباطی کہا جاتا ہے۔ ارتباطی کا زیادہ تر انحصار تفسیر موضوعی اتحادی پر ہے کیونکہ جب تک کسی بھی موضوعی پر جمع آیات نہیں ہوں گی تو ان کے مابین ایک جامع ربط قائم نہیں ہو سکے گا۔

تفسیر موضوعی اتحادی اور ارتباطی میں فرق:

تفسیر موضوعی کی ان دونوں اقسام میں بنیادی فرق "وحدتِ موضوع" اور "نظامِ فکر" کا ہے۔ جہاں اتحادی تفسیر ایک اکائی پر بحث کرتی ہے، وہیں ارتباطی تفسیر پورے نظام کے باہمی ربط کو نمایاں کرتی ہے۔ تفسیر موضوعی اتحادی اور ارتباطی میں ایک جامع فرق کو درج صورتوں میں مزید واضح ہوتا ہے:

۱- تفسیر موضوعی اتحادی: اس کا مقصد یہ ہے کہ قرآن کریم کے کسی ایک نظریئے کو مکمل واضح کر دیا جائے۔ مثلاً اگر موضوع "انسان" ہے، تو پیدائش سے وفات تک انسان کے متعلق قرآن کریم میں مذکور تمام قرآنی بیانات، احکام و مسائل کو یکجا کر کے "قرآنی تصورِ انسان" واضح کیا جائے گا۔ اس کے برعکس ارتباطی تفسیر کا ہدف یہ ثابت کرنا ہے کہ قرآن کے احکامات بکھرے ہوئے نہیں بلکہ ایک مربوط نظامِ زندگی ہیں۔ یہ تفسیر بتاتی ہے کہ کیسے "ایمان" کا اثر "تجارت" پر پڑتا ہے اور کیسے "اخلاق" کا ربط "سیاست" سے ہے۔

۲- استقرائی عمل: فنی اعتبار سے تفسیر موضوعی اتحادی میں "استقراءِ تام" کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ اس موضوع سے متعلق کوئی آیت رہ نہ جائے۔ ارتباطی تفسیر میں استقراء کے ساتھ ساتھ "تحلیل و تجزیہ" کا عنصر غالب ہوتا ہے، کیونکہ یہاں دو مختلف بظاہر الگ نظر آنے والے موضوعات کے درمیان عقلی اور نقلی تعلق و ربط قائم کرنا ہوتا ہے۔

۳- باہمی انحصار: ارتباطی اور اتحادی باہم لازم و ملزوم ہیں۔ ارتباطی تفسیر اپنی بقا کے لیے اتحادی تفسیر کی محتاج ہے اور اتحادی کے بغیر ارتباطی مکمل نہیں ہو سکتی، یوں دونوں کا آپس میں انحصار ہے۔

۴- سورتوں کا ربط: ارتباطی تفسیر کا ایک اہم پہلو "تناسبِ قرآنی" ہے۔ اس میں صرف آیات کے مابین ہی نہیں بلکہ سورتوں کے درمیان بھی باہمی ربط کو واضح کیا جاتا ہے۔ (مثلاً سورہ بقرہ کا آلِ عمران سے ربط)۔ جبکہ اتحادی تفسیر عام طور پر سورتوں کی ترتیب سے قطع نظر صرف "موضوع" کا احاطہ کرتی ہے۔

تفسیر موضوعی اتحادی اور ارتباطی میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ تفسیر موضوعی اتحادی آیات کے کسی ایک الوان کو اجاگر کرتی ہے۔ جبکہ ارتباطی تفسیر ان تمام الوان سے مل کر اس موضوع سے متعلق ایک کامل تصور پیش کرتی ہے۔ عصرِ حاضر میں الحاد اور جدید فکری چیلنجز کا جواب دینے کے لیے "تفسیر موضوعی ارتباطی" کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے کیونکہ یہ اسلام کو ایک مکمل مضبوط و مربوط نظام کے طور پر پیش کرتی ہے۔

نیز عام تفسیرِ موضوعی میں ہم کسی ایک لفظ یا اصطلاح جیسے "صبر" کو اس کے مشتقات و استعمالات کو پورے قرآن میں دیکھتے ہیں۔ لیکن ارتباطی طریقہ کار میں صرف یہ دیکھا جائے گا کہ قرآن نے "صبر" کو "صلوٰۃ" کے ساتھ کیوں مربوط کیا ہے۔ جیسے سورۃ البقرہ "کی آیت" واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ میں صبر اور نماز کو ایک ساتھ ذکر کیا گیا ہے، یوں ہی سورۃ السجدہ کی آیت لَمَّا صَبَرُوْا، وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ میں دیکھا جائے گا کہ صبر کا یقین کے ساتھ کیا ربط بنتا ہے۔

(۳)وحدۃ الموضوعیۃ للسورۃ- قرآنی سورتوں کے موضوعات:

نوعیت موضوع کے لحاظ سے تفسیر موضوعی کی یہ قسم اگرچہ دوسری قسم سے مشابہت رکھتی ہے، مگر اس میں وحدتِ موضوعی کا دائرہ کار محدود ہے۔ قرآن کریم میں کسی سورۃ کا مطالعہ کرنا، اس اعتبار سے کہ اس میں ایک موضوعاتی وحدت ہے اور اس کی آیات کے درمیان ایک ربط ہے جو ایک مخصوص ہدف کی طرف اشارہ کرتا ہے جو اس قرآنی سورت یا کسی اور کا موضوعِ بحث ہے۔ اس قسم کے تحت قرآن کریم کی کسی ایک سورت کو عنوان دے کر اسی کے اندر بنیادی مقصد و ہدف کو تلاش کیا جاتا ہے۔ اور یہ مقصد سورت میں تفسیر موضوعی کا محور ہوتا ہے۔ اس میں طریقہ تحقیق یہ ہوتا ہے کہ تفسیر موضوعی کرنے والا محقق اس سورت کا مکمل مطالعہ کرنے کے بعد مقاصدِ موضوع کا مکمل ادراک کرتا ہے۔ مثلاً سورۃ الانفال کی تفسیر موضوعی کرنے والا محقق یا تو اس کے مرکزی مضمون جہاد کا پہلے سے تعین کرلے گا یا پھر اس سورت کی تمام آیات کا مطالعہ کرنے کے بعد موضوع کے متعلق اخذ نتائج کرے گا ۔ گویا یہ قرآن کریم کی کسی خاص سورت کے ذریعے کسی خاص موضوع کا مطالعہ ہے، جیسے سورۃ الکہف میں اصحاب کہف، سورۃ لقمان کے ذریعے لقمان کی اپنے بیٹے کو وصیتیں، سورۃ النساء میں عورتوں کے حقوق، سورۃ المائدہ کے ذریعے یہودیوں کا ذکر، اور اس طرح کے دوسرے موضوعات۔

الوان التفسیر الموضوعی کی اس تیسری قسم کو بعض محققین نے درج ذیل وجوہات کی بنیاد پر درست نہیں مانا:

1. تفسیر موضوعی کا میدان موضوعاتی وحدت کے وجود کے قول پر مبنی ہے جو کہ ایک اختلافی امر ہے، لہٰذا اگر وحدت ثابت نہ ہو تو اس کے موضوعات کو ایک مختلف ہدف پر کیسے ثابت کیا جاسکتا ہے؟
2. اس میں تحقیق اور لکھنے کا طریقہ قرآنی موضوع کے طریقہ سے مختلف ہے۔
3. محقق کی موضوعاتی وحدت پر اصرار کی وجہ سے ممکن ہے کہ سورت کے بعض ایسے موضوعات کو نظر انداز کر دیا جائے جو اس کے لیے رکھے گئے عمومی عنوان سے مطابقت نہ رکھتے ہوں، تاکہ اس وحدت کو برقرار رکھا جاسکے۔

تفسیر موضوعی کی اس قسم پر وارد اعتراضات کا جواب یوں دیا جاسکتا ہے:

سورت کے مقصد اور ہدف کے تعین میں اجتہاد اور اختلاف ایک جائز امر ہے۔

ضروری نہیں کہ سورت کی موضوعاتی تفسیر کے لیے ایک ہی مقصد کا تعین کیا جائے، بلکہ سورت کو اس کے موضوعات کے مطابق تقسیم کیا جاتا ہے، اور موضوعاتی وحدت سورت کی خصوصیات میں سے ایک ہوتی ہے۔ جہاں تک محقق کا عمومی مقصد کی حفاظت کی خاطر سورت کے بعض موضوعات کو نظر انداز کر دینا ہے، تو یہ ضروری نہیں ہے؛ کیونکہ ضروری ہے کہ وہ اس مقصد کو اس وقت تک نہ رکھے جب تک کہ اس پر سورت کے تمام موضوعات کا اس کے ساتھ ربط واضح نہ ہو جائے۔

(۴) ادوات وسائل- قرآنی الفاظ وادوات:

قرآن کریم کے موضوعاتی مطالعہ میں یہ قسم بھی سامنے آئی کہ قرآن کریم میں وارد ہونے والے الفاظ و حروف میں سے بعض کو پورے قرآن میں سے جمع کرکے اس کا مطالعہ کیا جائے اور اس کے استعمالات کو واضح کیا جائے۔ جیسے حروفِ جر، حروفِ عطف، حروفِ شرط، اور دیگر حروف۔ یہ عربی کے تمام حروف کا محض گرائمر کی ابحاث سے تعلق نہیں بلکہ یہ قرآنی الفاظ کے معانی کی تفہیم کے لئے بھی ناگزیر ہیں۔ اور ان میں سے جو لفظ جس معنیٰ کے لئے وضع کیا گیا ہے اس کو ویسے ہی استعمال کریں گے تب وہ معنیٰ دے گا۔ قرآن کریم کی زبان چونکہ عربی ہے اور عربی زبان ایک وسعت والی زبان ہے۔ اس زبان میں کثیر الفاظ وحروف ایسے ہیں جو کئی معانی رکھتے ہیں۔ اور وہ موقع محل، مناسبت اور اعراب کے مطابق مختلف معانی دیتے ہیں۔

علوم القرآن کے ماہرین و محققین نے قرآنی ادوات والفاظ کو بطور خاص علوم القران کے تحت ذکر کیا ہے۔ جیسے

۱-مغنی اللبیب عن کتب الاغاریب از امام ابن ہشام الانصاری (م:۷۶۱ھ)

۲-امام بدرالدین زرکشی (م:۷۹۴ھ) نے اپنی کتاب "البرھان فی علوم القران" میں حروف اور ادواتِ قرآن پر ایک مستقل اور بہت بڑا باب باندھا ہے۔ انہوں نے حروفِ عطف، حروفِ شرط اور دیگر حروف کا قرآنی استعمالات کے ساتھ احاطہ کیا ہے۔

۳-الاتقان فی علوم القران میں امام جلال الدین سیوطی نے علوم القران کے انواع کے بیان میں چالیسویں نوع "فی معانی الادوات التی یحتاج الیھا المفسر" کے تحت مفسر کے لیے ضروری ادوات کے معانی پر سیر حاصل بحث کی ہے اور الف سے لے کر یا تک تمام قرآنی حروف کے معانی اور ان کی امثلہ بیان کی ہیں

۴-الجنٰی الدانی فی حروف المعانی از حسن بن قاسم المرادی، (م:۷۶۱ھ) یہ کتاب خالصتاً حروفِ معانی (وہ حروف جو اسم یا فعل کے ساتھ مل کر مخصوص معنی پیدا کرتے ہیں) پر لکھی گئی ہے اور اس میں قرآنی شواہد کثرت سے موجود ہیں۔

نتائج البحث:

- تفسیر موضوعی کوئی جامد یا محدود صنفِ تفسیر نہیں ہے، بلکہ یہ فہمِ قرآن کا ایک متحرک اور ارتقائی سفر ہے۔ یہ مفسر کو یہ وسعت فراہم کرتی ہے کہ وہ عصرِ حاضر کے نت نئے مسائل کا حل براہِ راست قرآن کے کلی نظریات کی روشنی میں تلاش کر سکے۔
- الوان التفسیر الموضوعی کے تحت تفسیر موضوعی کو بنیادی طور پر چار اقسام میں میں محدود کر دینا گویا کہ اس کے وسیع دائرہ کار کو محدود کر دینا ہے جو کہ فہم قرآن کے لئے درست نہیں ہے۔
- تفسیر موضوعی کی ہر قسم جداگانہ کسی بھی قرآنی موضوع کے مکمل تصور وادراک کو نمایاں نہیں کرتی جب تک دیگر اقسام کو نہ سمجھا جائے۔ فہم قرآن کے لئے ہر قسم کو دوسری سے مربوط کر کے سمجھنا ہو گا۔
- تفسیر موضوعی صرف پورے قرآن سے ایک موضوع کی آیات جمع کرنے کا نام نہیں ہے، بلکہ یہ الفاظ کی لغوی ابحاث (الوجوہ والنظائر)، انفرادی سورتوں کے محوری مطالعہ اور قرآنی حروف وادوات کے عمیق مطالعے پر بھی محیط ہے۔

حوالہ جات

1. البقرۃ:۱۸۰
2. دامغانی، حسن بن محمد، اصلاح الوجوہ والنظائر فی القران الکریم، دار العلم للملائین، ۱۹۸۳ء باب الخاء، ص ۱۶۷
3. معرفت، الشیخ محمد ہادی، التفسیر والمفسرون فی ثوبہ القشیب، الجامعۃ الرضویہ للعلوم الاسلامیۃ، ایران- مشھد، ۱۴۲۶ھ، ج ۲، ص ۱۰۴۲
4. الکومی، احمد سید، الدکتور، البدایۃ فی التفسیر الموضوعی، دارالمعرفۃ بیروت، لبنان، ۱۴۲۶ھ، ص ۱۲۲
5. الخالدی، عبدالستار، الدکتور، التفسیر الموضوعی بین النظریۃ والتطبیق، دار القلم، قاہرہ، ۱۴۲۳ھ، ص ۴۲
6. سبحانی، جعفر، مفاہیم القران، موسسۃ الامام الصادق، قم، ایران، ۱۴۲۳ھ، ص ۳۲
7. فتح اللہ، سعید، الدکتور، المدخل الی التفسیر الموضوعی، دارالتوزیع والنشر الاسلامیۃ، القاہرہ، ۱۴۰۶، ص ۵۴